سوال

(299) وصیت کی ہوئی رقم سے پوتا کو حصہ دینا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شجاع آباد سے مختار احمد لکھتے ہیں۔ کہ ایک عورت نے فوت ہونے سے کچھ عرصہ قبل مبلغ پچاس ہزار روپے کسی کے پاس بطور امانت رکھے۔ اور وصیت کی کہ اس رقم میں سے مبلغ بیس ہزار میرے چھوٹے بیٹے کو دے دینا تاکہ اس کے ہاں رہنے سہنے کھانے پینے او رمیری دیکھ بھال کرنے کا احسان مجھ پر نہ رہے باقی تم کسی مدرسہ یا مسجد کو بطور صدقہ جاریہ دے دینا جبکہ اسکے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں زندہ ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس رقم کو کیسے تقسیم کیا جائے؟ نیز جو رقم مسجد یا مدرسہ کے لئے مختص ہے۔ اس سے کچھ حصہ متوفیہ کی پوتی کو دیا جاسکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یادرہے کہ اسلامی ضابطہ وصیت کے مطابق اپنے وارث کو وصیت نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنا درست ہے۔ اس طرح کسی ناجائز کام کرنے کے لئے وصیت کرنا بھی جائز نہیں صورت مسئولہ میں تین باتیں ناجائز ہیں:

1۔ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کی گئی ہے جبکہ وہ اس کا شرعی وارث ہے۔

2۔ ایک تہائی سے زیادہ وصیت کی گئی ہے۔

3۔ دوسرے ورثائ کو محروم کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اس قسم کی وصیت نافذ العمل نہیں ہوسکتی۔ جب تک اس کی اصلاح نہ کرلی جائے اس کا حل یہ ہے کہ مبلغ پچاس ہزار میں سے ایک تہائی نکال کر باقی رقم اس کی اولاد میں تقسیم کرلی جائے قانون وراثت کے مطابق باقی رقم کے پندرہ حصے بنا کر دو حصے فی لڑکا اور ایک حصہ فی لڑکی کے حساب سے بقیہ رقم تقسیم ہوگی۔ شرعی وصیت کے مطابق ایک تہائی رقم مسجد یا مدرسہ ہی کو دے دی جائے۔ اگر ورثاء رضا مند ہوں تو اپنے حصوں سے یتیم پوتی کا تعاون کریں۔ مسجد یا مدرسہ کی رقم سے غریب پوتی کو دینا درست نہیں۔ نیز جو کچھ اس نے کھایا پیا ہے وہ بیٹے کا ماں پر احسان نہیں جس کا بدلہ رقم کی صورت میں دیا جانا ضروری ہو بلکہ یہ اس کی زمہ داری تھی۔ جو اس نے ادا کی ہے۔ اگرچہ یہ زمہ داری دوسرے بیٹوں پر بھی عائد ہوتی تھی۔ جس کی ادائیگی میں انھوں نے کوتاہی کی واضح رہے کہ یہ تمام معاملات وہی شخص سر انجام دے گا۔ جس کے پاس رقم بطور امانت پڑی ہے۔ (واللہ اعلم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:323